حکومت کے لئے اتنا نہیں جتنا علماء کے لئے۔ ترکی اور دوسرے مسلمان ملکوں کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں ــــ فروری کے الرحیم میں جو کچھ عرض کیا گیا تھا، اس کا محرک یہ جذبہ تھا۔ اس سے غرض الزام یا تہدید نہ تھی۔

۴ مارچ ۶۷ء کو مولانا علی محمد کاکے پوتا کے انتقال سے سرزمین سندھ ایک ممتاز و متبحر عالم سے محروم ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے درس نظامی کی تکمیل سندھ میں کی، پھر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر دہلی گئے۔ اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا، جس میں وہ اوّل آئے تھے۔ مرحوم اورینٹل کالج لاہور میں تھے کہ مولوی شفیع مرحوم کی وساطت سے وہ علامہ اقبال کی خدمت میں پہنچے، جنہیں رویت کے مسئلے میں مسلمانوں کے قدیم فلسفے سے کچھ معلومات حاصل کرنا تھی۔ مولانا علی محمد کاکے پوتا نے قدیم فلسفے سے یہ معلومات جمع کر کے علامہ مرحوم کو پیش کیں۔ جن کا اعتراف انہوں نے ایک خط میں کیا تھا، جو مولانا کاکے پوتا کے پاس تھا اور جسے وہ بڑے فخر سے رکھتے تھے۔

مولانا عبید اللہ سندھی جب ہجرت کے بعد واپس وطن آئے اور پیر جھنڈو میں درس دینا شروع کیا، تو مولانا کاکے پوتا نے بھی اُن سے شاہ ولی اللہ صاحب کی چند کتابیں پڑھیں۔ مرحوم کی ساری زندگی درس و تدریس میں گزری۔ وفات سے پہلے کوئی دو سال تک شاہ ولی اللہ کالج منصورہ ڈیپر (سندھ) میں مدرس رہے ــــ مولانا مرحوم عربی، فارسی اور سندھی کے بڑے اچھے شاعر تھے۔ انہوں نے حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر عربی میں جو مرثیہ لکھا تھا۔ اس کی یاد اب تک دلوں میں تازہ ہے۔

قارئینِ الرحیم نے جناب ابوبکر شبلی صاحب کے مقالات بارہا پڑھے ہوں گے، افسوس وہ بھی گزشتہ ماہ ہم سے رخصت ہو گئے۔ مرحوم کی عربی میں بڑی اچھی دستگاہ تھی اور سندھی میں آپ نے بہت سی کتابیں لکھی تھیں۔ جناب ابوبکر شبلی مولوی عزیز احمد صاحب کے داماد تھے۔ جن کی ساری عمر مولانا سندھیؒ کی رفاقت میں گزری اور مولاناؒ کے ساتھ افغانستان، روس اور حجاز میں رہے۔ مرحوم کا وطن موضع تھرپاٹی ضلع سکھر (سندھ) تھا۔ اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت کرے۔